سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۹۵

تعمیر کعبہ اور تعمیر قلب کا ربط

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۹۵

تعمیرِ کعبہ اور تعمیرِ قلب کا ربط

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنّہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : تعمیرِ کعبہ اور تعمیرِ قلب کا ربط (قرآن پاک کی روشنی میں)
واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ وعظ : ۲۰/ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ مطابق ۲/ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک
مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تاریخ اشاعت : ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات
زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com
ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

آیتِ شریفہ میں حضرت ابراہیم اوراسماعیل علیہما السلام کوساتھ ساتھ بیان نہ کرنے کی وجہ ... ۵
قلوبِ عارفین پر اللہ تعالیٰ کی نئی نئی شانوں کا ظہور ۷
سِیۡمَا کی تفسیر ۷
رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا الخ کی تفسیر میں دونوں پیغمبروں کی شانِ عبدیت ۸
اخلاص صرف صحبتِ اہل اللہ سے نصیب ہوتا ہے ۹
رذائلِ نفسانیہ کے علاج کی اہمیت ۱۰
آیتِ شریفہ میں اسمِ اعظم سَمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ نازل ہونے کا راز ۱۲
گناہ سے بچنے کے لیے اسبابِ گناہ سے دوری ضروری ہے ۱۶
عشقِ مجازی کے متعلق حضرت حکیم الامت کے تین قیمتی جملے ۱۸
تعمیرِ کعبۂ قلب ۲۱
تعمیرِ قلب کا مدار تزکیہ پر ہے اور تزکیہ کی تفسیر ۲۳
تزکیہ کی پہلی تفسیر... قلوب کو عقائدِ باطلہ اور غیر اللہ سے پاک کرنا ۲۳
بدنظری کے منحوس اثرات کی مثال ۲۵
تزکیہ کی دوسری تفسیر... نفوس کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کرنا ۲۶
تزکیہ کی تیسری تفسیر... اجسام کو نجاستوں اور بُرے اعمال سے پاک کرنا ۲۶
عَزِیۡزٌ و حَکِیۡمٌ کی تفسیر ۲۶

تعمیرِ کعبہ اور تعمیرِ قلب کا ربط

(قرآنِ پاک کی روشنی میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط[1]

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ پاک کے حکم سے تعمیرِ کعبہ میں مشغول تھے۔ کعبہ شریف کی تعمیر کی جو جگہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کی ہوئی ہے، ایسا نہیں ہے کہ جیسے ہم لوگ جہاں چاہتے ہیں مسجد بنالیتے ہیں بلکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نشان لگا کر بتایا کہ اللہ کا گھر یہاں بنانا چاہیے۔ اگر کعبہ شریف کی بالکل سیدھ میں نوّے ڈگری زاویہ پر خط کھینچا جائے تو ساتویں آسمان پر بالکل اسی جگہ فرشتوں کا کعبہ ہے جو پہلے ہی سے تھا جس کا نام بیت المعمور ہے، روزانہ ستّر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور پھر دوبارہ ان کو موقع نہیں ملتا، اندازہ لگائیے کہ کتنے زیادہ فرشتے ہیں۔

آیتِ شریفہ میں حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو ساتھ ساتھ بیان نہ کرنے کی وجہ

تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سورۂ بقرہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

---

[1] البقرۃ:۱۲۷

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی بنیادیں اُٹھارہے تھے اور اسماعیل علیہ السلام بھی۔ اسماعیل علیہ السلام تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ساتھ کام کررہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بیان نہیں فرمایا ورنہ یہ آیت یوں بھی ہوسکتی تھی وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ وَ اِسْمٰعِیْلُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ساتھ ساتھ نہیں بیان فرمایا، پھر یہ فاصلہ کیوں کیا؟ اس لیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے تھے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے والد تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ساتھ ذکر کرنے کے بجائے ان کے درمیان فاصلہ کردیا تاکہ دونوں کے درمیان مساوات نہ ہو اور ایسا کرکے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ادب سکھادیا۔ اور مفسرین حضرات یہ بھی لکھتے ہیں کہ تعمیرِ کعبہ کے معمارِ حقیقی تو اگرچہ اللہ تعالیٰ ہیں، کعبہ پر اصلی تجلیات و انوارات تو اللہ تعالیٰ کے ہیں لیکن چوں کہ اس کی تعمیر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ہاتھ ہے اس لیے کعبہ پر ان کے اخلاص کا بھی اثر ہے۔ اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

کعبہ را ہر دم تجلی می فزود
کیں ز اخلاصاتِ ابراہیم بود

کعبہ شریف پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تجلی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے کیوں کہ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ[۲] اللہ تعالیٰ کی تو ہر وقت نئی شان ہے اور ان کی نئی شان کعبۃ اللہ پر بھی ہوتی ہے اور ان کے دوستوں پر بھی ہوتی ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ کُلَّ یَوْمٍ میں یہاں یوم کے معنیٰ دن کے نہیں ہے بلکہ وقت کے ہیں یعنی فِیْ کُلِّ وَقْتٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ وَ فِیْ کُلِّ لَحْظَۃٍ مِّنَ اللَّحَظَاتِ وَ فِیْ کُلِّ لَمْحَۃٍ مِّنَ اللَّمْحَاتِ[۳] ہر لمحہ، ہر سانس، ہر وقت وہ ایک نئی شان میں ہوتے ہیں برعکس اس کے کہ مخلوق کی ہر شان ہر وقت پرانی ہوتی رہتی ہے، آج کے پندرہ بیس سال کے کالے بال والے کی شان پچاس سال کے بعد سفید بالوں سے تبدیل ہوگئی اور منہ کے

۲؎ الرحمٰن:۲۹

۳؎ روح المعانی:۲۷/۱۱۰،الرحمٰن (۲۹)،مکتبۃ دار إحیاء التراث،بیروت

بتیس دانت ٹوٹ گئے تو نئے دانت ڈلوائے گئے، اس کا نام بتیسی ہے، تو آدمی کا حال یہی ہے کہ ہر وقت اس کی شان بڑھیا سے گھٹیا ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر وقت غیر محدود نئی شانیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں، شئونِ مختلفہ متواترہ کا ہر وقت ظہور ہے۔

قلوبِ عارفین پر اللہ تعالیٰ کی نئی نئی شانوں کا ظہور

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے جنہوں نے دل لگا رکھا ہے، جو لوگ اللہ تعالیٰ ہی سے محبت رکھتے ہیں اور اپنے قلب کو غیر اللہ سے پاک رکھتے ہیں تو ان کے دل پر بھی اللہ تعالیٰ کی نئی نئی شانیں ظاہر ہوتی ہیں جس سے وہ ہر وقت مست و شاداں و غزل خواں و فرحاں رہتے ہیں، خوش و خرم رہتے ہیں اور اس کا اثر ان کے جسم پر بھی پڑتا ہے، ان کی آنکھوں پر بھی پڑتا ہے اور ان کے چہرے پر بھی پڑتا ہے۔

سِیۡمَا کی تفسیر

اللہ تعالیٰ صحابہ کی شان میں فرماتے ہیں:

سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ[۴]

ان کی عبادتوں کے جو انوار ہیں وہ ان کے چہروں سے چھلک رہے ہیں، ان کی روشنی ان کے چہروں سے ظاہر ہوتی ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ سِیۡمَا ایک نور ہے اَلَّذِیۡ یَظۡهَرُ عَلٰی اَبۡدَانِ الۡعَابِدِیۡنِ جو عبادت کرنے والوں کے جسم پر ظاہر ہوتا ہے یَبۡدُوۡ مِنۡ بَاطِنِهِمۡ اِلٰی ظَاهِرِهِمۡ[۵] ان کے باطن سے ان کے ظاہر پر اس کا عکس آجاتا ہے جس کو ہمارے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب دل کا پیالہ نور سے بھر جاتا ہے تو وہ بھر کر چھلک جاتا ہے اور پھر چہرے سے جھلکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے چھلکنے لگتا ہے۔

بھئی! جب دل کا پیالہ نور سے بھر گیا تو وہ نور کہاں جائے گا؟ پھر وہ چہروں سے جھلکتا

۴؎ الفتح:۲۹

۵؎ روح المعانی:۱۲۵/۲۶، الفتح (۲۹)، دار احیاء التراث، بیروت

ہے اور آنکھوں سے چھلکتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر یاد آیا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ساٹھ سال کی عمر میں دیکھ کر خواجہ صاحب نے فرمایا تھا ؎

دمکتا ہے چہرہ چمکتی ہے آنکھیں
بڑھاپے میں بھی جانِ جاں ہو رہا ہے

اللہ والوں کے حسن میں، جمال میں اللہ کے نور کا عکس ہوتا ہے جبکہ نافرمانی کی وجہ سے فاسق کے چہرے پر پھٹکار اور لعنت برستی رہتی ہے، ہر نافرمان کے چہرے پر آپ دیکھیں گے کہ چاہے وہ کتنا ہی گورا چٹا ہو، چاہے انگریز ہو لیکن اگر شرابی کبابی ہے، بدمعاشیاں کرتا ہے، نافرمانی میں مبتلا ہے تو اس کے چہرے پر کھال کی چمک تو ہوگی لیکن اللہ کی لعنت کی پھٹکار بھی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے نور کی تو شان ہی اور ہے، حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا رنگ کالا تھا مگر چہرے پر بہت نور تھا، حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ سانولے رنگ کے تھے مگر ایسا نور تھا کہ سبحان اللہ! جنہوں نے حضرت کو دیکھا ہے ان سے پوچھ لو۔ تو مفسرین نے لکھا ہے کہ چوں کہ بنا ابراہیمی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے اگرچہ کعبہ پر ہر وقت جس تجلی کا نزول ہو رہا ہے وہ اللہ ہی کی تجلی ہے لیکن اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اخلاص کا بھی اثر ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا الخ کی تفسیر میں دونوں پیغمبروں کی شانِ عبدیت

ان دونوں پیغمبروں نے تعمیرِ کعبہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے عرض کیا رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ[۶] یہ اکڑ نہیں آئی کہ ہم نے کعبہ بنایا، اللہ نے ساری دنیائے انسانیت کو نظر انداز کرکے ہم باپ بیٹوں کو اس کام کے لیے تجویز فرمایا۔ اللہ جس سے اپنا گھر بنوائے اس کا کیا مقام ہے، لیکن ان دونوں پیغمبروں میں اکڑ نہیں آئی، گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے ہمارے رب! آپ اس کو قبول فرمالیجیے۔ اور تقبل بابِ تفعل سے استعمال کیا، جو لوگ عربی قواعد سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ باب تفعل میں تکلف کی خاصیت ہے جیسے

---

[۶] البقرة:۱۲۷

بولتے ہیں کہ **مرضت** میں مریض ہو گیا لیکن جب اسے باب تفعل سے بولیں گے **تمرضت** تو اس کے معنیٰ ہوں گے کہ میں مریض نہیں ہوں زبردستی مریض بن گیا ہوں تو جو چیز حقیقت میں نہ ہو پھر بہ تکلف اس پر کوئی عنایت کر دی جائے وہاں باب تفعل استعمال ہو گا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **وَفِی اخْتِیَارِ صِیْغَۃِ التَّفَعُّلِ اِعْتِرَافٌ لِلْقُصُوْرِ**[ؔ] صیغہ تفعل سے پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کے حضور جو درخواست پیش کی اس میں اعترافِ قصور ہے کہ اے خدا! آپ کی عظمتِ غیر محدود اور شانِ غیر محدود کے شایانِ شان ہم سے تعمیرِ کعبہ کا حق ادا نہیں ہو سکا لہٰذا آپ ازراہِ کرم اس کو قبولیت کا شرف دے دیجیے، یہ ہے بندگی۔ آج اگر ہم رات کو اُٹھ کر دو رکعت نفل پڑھ لیں تو فوراً انتظار کرتے ہیں کہ شاید جبرئیل علیہ السلام آرہے ہیں، اور محلے بھر میں ان کا غلغلہ بھی دیکھیے کہ سارے محلے سے کہتے ہیں کہ آج ماشاء اللہ رات کو ذرا اچھے وقت سے آنکھ کھل گئی اور رونے کی توفیق بھی ہو گئی، میری لال لال آنکھیں نہیں دیکھتے ہو، آج تو میں نے جو دعا مانگی تو بس کچھ مت پوچھو، اپنی عبادت کا غلغلہ پیٹ کر یہ شخص اپنی عبادت کو ضایع کر رہا ہے۔ جیسا کہ ایک حاجی جس نے دو حج کیے تھے اپنے ملازم سے کہا کہ میرا جو مہمان آیا ہے اس کو اس صراحی سے پانی پلاؤ جو میں دوسرے حج سے لایا ہوں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے ایک ہی جملے سے دونوں حج ضایع کر دیے، سارا پیسہ، کنکری مارنا، طواف کرنا، سعی کرنا، سب محنتیں ریا و دِکھاوے سے ضایع ہو گئیں۔

اخلاص صرف صحبتِ اہل اللہ سے نصیب ہوتا ہے

اسی لیے اہل اللہ کی صحبت کی ضرورت پڑتی ہے، وہ بتاتے ہیں کہ دیکھو یہ دِکھاوا ہے، رِیا ہے لہٰذا اخلاص کی دولت ملتی ہے خانقاہوں سے۔ اللہ والوں کی صحبت سے ہاضمہ ملتا ہے کہ بندہ بڑی سے بڑی عبادت کر کے بھی نہیں اِتراتا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری لکھی اور اس میں اپنا نام بھی نہیں آنے دیا، اپنی تفسیر کا نام اپنے شیخ حضرت مظہر

ؔ روح المعانی:۱/۳۸۴، البقرۃ(۱۲۷)، دار إحیاء التراث، بیروت

جانِ جاناں کے نام پر تفسیرِ مظہری رکھ دیا۔ آج دنیا ان کی اس تواضع کی مداح ہے کہ اتنی بڑی کتاب لکھی اور اس میں اپنا نام تک نہیں آنے دیا۔ یہی تواضع تو ملتی ہے اللہ والوں سے اور سارے عالم کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے کہ بڑے ہو کر بھی اپنے کو کچھ نہیں سمجھتے ؎

قیامت ہے ترے عاشق کا مجبورِ بیاں رہنا
سراپا داستاں ہوتے ہوئے بے داستاں رہنا

یعنی سب کچھ سینے میں لیے ہیں اور زبان خاموش ہے۔ کہتے ہیں کہ بھئی ہمارے پاس کیا ہے، کچھ نہیں ہے۔

تو دوستو! جب آپ کو تلاوت کی توفیق ہو جائے، داڑھی رکھنے کی توفیق ہو جائے، چلّہ لگانے کی توفیق ہو جائے غرض کسی بھی عبادت کی توفیق ہو جائے تو یہی دعا پڑھ لو رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ سنتِ ابراہیم اور سنتِ اسمٰعیل ادا کر کے اپنی عبدیت اور بندگی کی اللہ کے یہاں قبولیت کی رجسٹریشن کرا لیجیے ورنہ اگر اکڑ آ گئی تو پھر سمجھ لو کہ خطرہ ہے۔

رذائلِ نفسانیہ کے علاج کی اہمیت

اسی لیے مولانا رومی فرماتے ہیں کہ گیہوں کا انبار جمع کرنے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ چوہوں کا علاج بھی کرو نہیں تو سارا انبار جو جمع کیا ہے سب چوہے کھا جائیں گے ؎

اوّل اے جاں دفعِ شرِ موش کن
بعد ازیں انباءِ گندم کوش کن

شرِ موش سے مراد چوہوں کا شر ہے۔ جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ اے میری جان! تو ذکر و عبادت تو بہت کر رہا ہے لیکن ذرا چوہے مار دوا بھی لے آؤ یعنی ایسا نہ ہو کہ شیطان ریا کا چوہا داخل کر دے، دِکھاوے کا چوہا داخل کر دے، تکبر بڑائی کا چوہا داخل کر دے جو تمہاری ساری نیکیوں کو کھا جائے۔ اگر دل میں رائی کے برابر، مکھی کے سر کے برابر بھی بڑائی ہو گی تو قیامت کے دن اسے جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی، تکبر کی بیماری ایٹم بم ہے، جیسے جاپان کا شہر ہیروشیما ایٹم بم سے تباہ ہوا تھا ایسے ہی تکبر عبادتوں کو ہیروشیما بنا دیتا ہے، جلا کے راکھ کر دیتا ہے۔

یہ بتائیے! اس مرض کا علاج ضروری ہے یا نہیں؟ جو کہتے ہیں کہ خانقاہوں کی کیا

ضرورت ہے، اللہ والوں کی کیا ضرورت ہے، اگر تکبر کا مرض سرسوں کے دانے کے برابر بھی رہ گیا تو کیا ہو گا؟ اس لیے دوستو! اس کے علاج کے لیے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ سوچو کہ قیامت کے دن کا فیصلہ ابھی نہیں ہوا ہے، فیصلے سے پہلے ہی اپنے کو بڑا سمجھنا احمقانہ روش ہے، جب تک اللہ تعالیٰ کا فیصلہ معلوم نہ ہو کسی شخص کو حتیٰ کہ کسی کافر کو بھی اپنے سے بہتر سمجھنا جائز نہیں، سوّر اور کتّے سے بھی بہتر سمجھنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اگر خاتمہ ایمان پر نہ ہوا تو کتّے اور سوّر ہم سے افضل ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ ان کے لیے جہنم دوزخ وغیرہ کچھ نہیں ہے اور ہمارے لیے تو دوزخ کا معاملہ ہے، تو جب تک ایمان پر خاتمہ نہ ہو جائے کسی مسلمان کو کم تر سمجھنا کیسے جائز ہو گا؟ اپنے کو نہ مسلمانوں سے، نہ کافروں سے، نہ جانوروں سے کسی سے بہتر سمجھنا جائز نہیں ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے، نقل سے تو ہے ہی عقل کے بھی خلاف ہے کیوں کہ معلوم نہیں خاتمہ کیسا لکھا ہوا ہے اور جس کافر کو ہم حقیر سمجھ رہے ہیں اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گیا تو کیا ہو گا؟ کافر کے کفر سے تو نفرت واجب ہے لیکن اس کو حقیر سمجھنا جائز نہیں ہے۔

اب آپ کہیں گے کہ صاحب نفرت بھی واجب ہے اور حقیر بھی نہ سمجھیں یہ دونوں کیسے جمع ہوں گے تو اس کا طریقہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ گناہ گار کے گناہ سے تو نفرت ہو مگر گناہ گار سے نفرت نہ ہو اور اس کی مثال دیتے ہیں کہ ایک شہزادہ بہت حسین و جمیل ہے، چاند کی طرح چہرہ ہے لیکن اگر وہ اپنے چہرے پر سیاہی لگا کر آجائے تو آپ اس سیاہی سے نفرت کیجیے شہزادے سے نفرت نہ کیجیے۔ تو دونوں باتیں جمع ہو گئیں یا نہیں؟ کیونکہ جب وہ سیاہی دھو دے گا تو چہرہ پھر چاند سا ہو جائے گا، یہ سیاہی عارضی چیز ہے۔ اسی طرح گنہگار کی ایک توبہ سو برس کے کفر کو معاف کرا سکتی ہے، سو برس کا کافر دم میں ولی اللہ بن سکتا ہے لہٰذا کفر سے، گناہ سے تو نفرت واجب ہے، معاصی سے تو نفرت واجب ہے لیکن عاصی سے نفرت حرام ہے، گناہ سے تو نفرت واجب ہے لیکن گناہ گار کو حقیر سمجھنا یا اس سے نفرت کرنا حرام ہے۔ اس کے لیے نکیر تو کرے اور نکیر کا کیا مطلب ہے؟ سمجھانا بجھانا، تو اسے سمجھائے تو مگر اس کی تحقیر حرام ہے۔ اور مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے تکبر کی دوا ایک شعر میں پیش کر دی۔ اگر یہ شعر بھی یاد رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ تکبر کا یہ ایٹم بم آپ کے دل میں داخل ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ شعر ہے ؎

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

یہ سوچو کہ ہم یہاں پر شیخ ہیں، بہت بڑے عالم، بہت بڑے بزرگ ہیں، حافظ ہوگئے، قاری ہوگئے، کوئی ڈاکٹر ہوگیا، کوئی انجینئر ہوگیا، کوئی کمشنر ہوگیا، کوئی مال دار ہوگیا لیکن اس کو سوچو کہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔

آیتِ شریفہ میں اسمِ اعظم سَمِیْعُ الْعَلِیْمُ نازل ہونے کا راز

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں لیکن اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان دو ناموں یعنی سَمِیْعٌ اور عَلِیْمٌ ہی کو کیوں اختیار کیا؟ اس کا جواب مفسرین یہ دیتے ہیں کہ دعا میں دو ہی چیزوں کا تعلق ہوتا ہے، انسان جس سے قبولیتِ دعا کی درخواست کررہا ہے وہ درخواست سننے والا ہے یا نہیں ہے اور جو دعا کی درخواست کررہا ہے آیا وہ اس قابل بھی ہے کہ یا نہیں کہ اس کی دعا قبول ہو یعنی اس میں اخلاص بھی ہے یا نہیں، نیت ٹھیک ہے یا نہیں لہٰذا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کی تفسیر میں مفسرین نے جو جملہ بڑھایا وہ میں عربی میں بتائے دیتا ہوں اور اس کا اردو ترجمہ بھی کردیتا ہوں۔

اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ یعنی سَمِیْعٌ بِدَعْوَاتِنَا آپ میری دعاؤں کو سننے والے ہیں وَعَلِیْمٌ بِنِیَّاتِنَا[۸] اور ہماری نیتوں کا بھی آپ علم رکھتے ہیں، ہمارے اخلاص اور ہماری نیت سے آپ باخبر ہیں۔ یہ تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں کی ہے کہ آپ ہماری دعائیں سن رہے ہیں اور جس اخلاص سے کررہے ہیں ہماری اُس نیت سے بھی آپ باخبر ہیں کہ ہم نے دنیا کو دکھانے کے لیے دعا نہیں کی، ہم نے تو آپ کو راضی کرنے کے لیے دعا کی، اور جس سے اللہ راضی ہوجائے پھر اگر وہ دنیا کی رضا مندی تلاش کرے تو اس کی بے وقوفی ہے۔ ایک شخص سے ساری دنیا راضی ہے لیکن اللہ ناراض ہے بتاؤ یہ نفع میں ہے یا گھاٹے میں ہے؟ جو شخص ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں جی رہا ہے اس

۸؎ روح المعانی:۱/۳۸۵،البقرۃ(۱۲۷)،داراحیاءالتراث،بیروت

کی وہ سانس اتنی خطرناک ہے، اتنی گھاٹے میں ہے جس کے خسارے کی کوئی تلافی نہیں ہے سوائے توبہ کے۔ اگر اللہ نے توبہ کا مرہم نہ دیا ہوتا تو گناہ گاروں کا کہیں ٹھکانہ نہ رہتا۔ اور جو سانس اللہ تعالیٰ کی رضا میں گزر جائے، اللہ پاک اس سے راضی ہوں تو اس سانس کی قیمت زمین و آسمان ادا نہیں کرسکتے، یہ سلاطین اور ان کے تخت و سلطنت اور چاند اور یہ دولت، یہ کمشنری اور وزارتِ عظمیٰ کے عہدے ادا نہیں کرسکتے۔ جس بندے سے خدا راضی ہو، جس کی ہر سانس اللہ کی خوشی میں گزرے، خدا اس سے خوش ہو، اس کی وہ سانس ہفت افلاک سے افضل ہے، ساتوں آسمان اور ساتوں زمین سے بلکہ سورج اور چاند سے بھی افضل ہے۔ آج ہم سب مل کر یہ دعا کریں کہ اے خدا! ہم سب کو ہر سانس آپ اپنی مرضی کے مطابق جینے کی توفیق عطا فرما دیجیے، کیا مطلب؟ کہ ہماری کوئی سانس آپ کی ناراضگی میں نہ گزرنے پائے اور یہ بھی آپ ہی کی مدد سے ہے جیسے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا سکھائی: اَللّٰھُمَّ وَاقِیَۃً کَوَاقِیَۃِ الْوَلِیْدِ[۹] اے اللہ! میری ایسی حفاظت فرما جیسے ماں چھوٹے بچے کی حفاظت کرتی ہے۔ دیکھو ایک چھوٹا دودھ پیتا ناسمجھ بچہ ہے، وہ کبھی سانپ کو پکڑ رہا ہے، کبھی پاخانے میں ہاتھ ڈال رہا ہے، کہیں بچھو کو پکڑ رہا ہے، کہیں گھر میں لال لال انگارے کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ کوئی اچھی چیز ہے، ہم لوگ تو لال لال چہرے والوں کو بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انگاروں سے کم نہیں ہیں۔ بقول خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کے ؎

نہ دیکھ ان آتشیں رُخوں کو تو زنہار
پڑھ رَبَّنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّار

ان آگ جیسے چہروں کو ہرگز مت دیکھو، جس نے تمہاری آنکھیں پیدا کی ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جب ایسا موقع آئے تو یہ کہو کہ اے اللہ! ہمیں جہنم سے بچا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے سر جھکا دو، اپنی خود رائی اور خود مختاری مت چلاؤ ورنہ بندگی کے دائرے سے خروج ہو جائے گا، بندے کے معنیٰ ہی یہ ہیں کہ اپنی خود مختاری کو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں بند ھوا لو اور جو اُن کا حکم ہو اس کو بجالاؤ۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ جس طرح خدا ہمارے دل کو آرام سے رکھنا

۹ مجمعُ الزوائد: ۱۰/۲۹۰،۲۹۱ (۱۷۴۱۹)، باب الادعیۃ المأثورۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم، دار الفکر

جانتا ہے اور قدرت رکھتا ہے، کائنات میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ہمارے دل کو آرام سے رکھ سکے، ماں باپ بھی نہیں کیوں کہ ان کو قدرت بھی نہیں ہے اور علم بھی نہیں ہے۔

مان لو کہ تم کو کوئی تکلیف ہے، اب ماں باپ کو کچھ خبر ہی نہیں اور خبر بھی ہو جائے تو تکلیف دور کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ کسی کے بیٹے کے گردے میں پتھری پڑی ہے، بیٹا چلاّ رہا ہے، پیشاب نہیں اُتر رہا ہے ماں باپ کیا کرلیں گے؟ لڑکا جس تجارت میں ہاتھ لگاتا ہے اس میں گھاٹا آجاتا ہے، ماں باپ کہاں تک پیسہ دیں گے۔

اس لیے کہتا ہوں کہ ہمارے دل کو اللہ سے بڑھ کر چین سے رکھنے کی قدرت اور علم کسی کو نہیں۔ ایک واقعہ سنا چکا ہوں کہ کعبہ شریف میں ایک بچہ گم ہو گیا تھا، کعبہ ایسی جگہ ہے کہ جہاں ساری دنیا کی مسلمان مائیں آتی ہیں، الجزائر، مراکش، انڈونیشیا، تیونس، برما، ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش غرض تمام دنیا کی عورتوں نے اس کو گود میں لے لیا اور چپ کرانے کی کوشش کی، یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے، چشم دید واقعہ بتاتا ہوں کہ وہ بچہ چلاّ چلاّ کر مرنے کے قریب ہو گیا، جب اس کی اصلی ماں آئی اور اس نے گود میں لیا تب چپ ہوا اور چین پا گیا۔

میں یہی کہتا ہوں کہ ساری کائنات ہمیں گود میں لے کر آرام پہنچائے لیکن آپ اور ہم چین نہیں پائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمیں اپنی آغوش میں نہ لے لے اور اللہ کی رحمت ملتی ہے تقویٰ سے، گناہوں کے چھوڑنے سے، اللہ کی یاد سے اور خدا کے عاشقوں اور اہل اللہ کی صحبتوں سے، اللہ کی رحمت اس کی ناراضگی سے نہیں ملے گی، ناراضگی کے اعمال کو چھوڑنے سے ملے گی۔

ایک شخص کسی کو ایک گھنٹہ شامی کباب کھلائے، ساتھ میں رس ملائی بھی دے رہا ہو اور بوتل بھی پلائے، اس کی رغبت کی سب چیزیں کھلائے مگر بعد میں تین دن تین رات کھوپڑی پر جوتے مارے اور پھر پوچھے کہ اب تو کبھی رس ملائی اور شامی کباب نہیں کھاؤ گے؟ تو وہ کہے گا کہ توبہ ہے، لاحول ولا قوۃ اب تو کبھی تیرے گھر کا رُخ بھی نہیں کروں گا، تو نے ایک گھنٹہ رس ملائی اور شامی کباب کھلایا اور بہتّر گھنٹے یعنی تین دن تین رات مجھ کو بند کر کے میری کھوپڑی پر نعل دار جوتے سے پٹائی کی جس میں نیچے لوہا لگا ہوتا ہے، میرا تو سارا سر گنجا ہو گیا، فارغ البال ہو گیا، سارے بال اڑ گئے، خدا بچائے تم لوگوں سے۔

اسی طرح شیطان بد نظری کرواکر، حسینوں کے چکر میں پھنسا کر تھوڑی دیر تو انسان کو مزہ دیتا ہے مگر پھر اس کے بعد چین اُڑ جاتا ہے، دن رات تڑپتا رہتا ہے جیسے مچھلی کو کوئی پانی سے نکال کر گرم ریت پر ڈال دے، اسی طرح شیطان ہمارے قلب کو اللہ کے دریائے قرب سے نکال کر جلتی ہوئی، تپتی ہوئی ریت پر ڈال کر تڑپانا چاہتا ہے۔ لیکن شیطان اور نفس دونوں بہت عجیب ہیں، یہ دونوں توبہ کرنے کے بعد پھر دوستی کرلیتے ہیں، دو چار مہینے کے بعد استغفار وتوبہ سے جب اللہ تعالیٰ کو رحم آجاتا ہے اور اللہ پھر سکون دے دیتے ہیں، تو کھوپڑی کا علاج کراکے اور تیل کی مالش کرنے کے بعد جہاں اطمینان اور سکون کے کچھ دن گزرے پھر شیطان نے کان میں کہا کہ ارے میاں! بہت دن ہوگئے تم کو اطمینان اور چین سے رہتے ہوئے اب ذرا پھر وہ پرانے مزے لے لو جو تم اُڑایا کرتے تھے۔ شیطان کو اس پر صبر نہیں آتا کہ مومن چین سے رہے اور اللہ والی زندگی گزارے۔

اس لیے دوستو! یہ کہتا ہوں کہ اللہ والوں کے دروازوں پر بار بار جاؤ اور بار بار اپنی فکر وہمت کو ان کے سامنے پیش کرو، خدائے تعالیٰ سے رو رو کر دعا مانگو، دو رکعت صلاۃُ الحاجت پڑھ کے اللہ تعالیٰ سے یہ کہو کہ اے خدا! آپ کے گھر آیا ہوں، کریم میزبان اپنے مہمان کو کچھ دیے بغیر نہیں رہتا، ہم آپ سے آپ ہی کو مانگتے ہیں کہ میری کوئی سانس آپ کی مرضی کے خلاف نہ گزرے، میں اس دعا پر آپ لوگوں سے بھی آمین کہلوانا چاہتا ہوں۔

اختر کے نزدیک دنیا میں، کائنات میں اور آخرت میں بھی اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں کہ خدائے تعالیٰ ہم سے خوش ہوجائیں، اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہوجائے۔ اس لیے یہ دعا کرو کہ اے اللہ! ہماری ہر سانس اپنی مرضی میں گزار دیجیے، ہمیں اس کی توفیق عطا فرمایئے کہ ایک سانس بھی ہم آپ کی ناراضگی میں نہ گزاریں، لیکن اگر کبھی غلطی ہوجائے تو ہمیں توبہ کی ایسی توفیق عطا فرمایئے جس سے آپ راضی ہوجائیں، توبہ بھی ایسی نصیب کیجیے جس پر آپ کو رحم آجائے اور آپ ہماری توبہ کو قبول فرمالیں کیوں کہ توبہ بعض وقت یوں ہی اکھڑی اکھڑی ہوتی ہے، زبان سے توبہ ہوتی ہے لیکن دل توبہ نہیں کرتا، دل کہتا ہے کہ پھر گناہ کرنا ہے۔ اس لیے دل کو زبان کے ساتھ کردو، اشکبار آنکھوں سے ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کی جائے۔

گناہ سے بچنے کے لیے اسبابِ گناہ سے دوری ضروری ہے

ایک مسئلہ اور بتاتا ہوں کہ جس ماحول میں گناہ کے اسباب ہوتے ہیں اپنے بچوں کو اس ماحول کے قریب بھی نہ جانے دو، اپنی عورتوں کو بے پردہ عورتوں کے قریب بھی نہ رکھو، ان سے دعا سلام کرنا محرموں کے لیے جائز نہیں ہے کیوں کہ جہاں کیچڑ زیادہ ہوگی تو ہاتھی بھی پھسل جائے گا لہٰذا برے ماحول میں جہاں سینما، ٹیلی ویژن، وی سی آر ہوں، جہاں گناہ کے اسباب ہوں وہاں سے فرار اختیار کیجیے۔

قرآنِ پاک کی آیت ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں:

فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ [١٠]

ماسوا اللہ سے، غیر اللہ سے اللہ کی طرف بھاگو۔ اگر کوئی ایسا گناہ ہو جو تمہاری طرف ساٹھ کی اسپیڈ سے آرہا ہو اور تم اللہ کی طرف بھاگ رہے ہو تو وہ گناہ بھی کہتا ہے کہ کہاں جاتے ہو، مجھ کو استعمال کر کے جاؤ، مگر اس وقت پوری طاقت کا استعمال کرو، اس کی کھوپڑی پر اتنے جوتے لگاؤ، اس کو اتنی مغلظات سناؤ کہ وہ ہمیشہ کے لیے مایوس ہو جائے اور آیندہ تم سے گناہ کی کوئی امید نہ رکھے۔ اس وقت مغلظات سنانا واجب ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا فرض ہے اور فرض کا مقدمہ بھی فرض ہوتا ہے جیسے وضو نماز کے لیے فرض ہے یا نہیں؟ ایسے ہی حرام کا مقدمہ بھی حرام ہوتا ہے جیسے بد نگاہی سببِ زِنا ہے اسی لیے شریعت نے بد نگاہی کو ہی حرام کر دیا۔

دیکھو! قرآنِ پاک کی آیت ہے:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللہِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا [١١]

جو اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں ان کے قریب بھی نہ جانا کیوں کہ تمہارے اندر کمزوریاں ہیں، میگنٹ ہے، مقناطیس ہے حسن سے متاثر ہو کر تم اس کی طرف کھنچ سکتے ہو لہٰذا دونوں طرف سے بسیار پناہ ہونی چاہیے۔ اگر اہلِ حسن بھی اہلِ ایمان ہے اور اہلِ عشق بھی اہلِ ایمان ہے تو

---

[١٠] الذّٰریٰت:٥٠

[١١] البقرة:١٨٧

دونوں پر فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے سے دور رہیں یعنی تعاون علی البر کریں ورنہ دونوں پکڑے جائیں گے۔

فاعل و مفعول در روزِ شمار
روسیاہ ہستند پیشِ کِردگار

قیامت کے دن دونوں پکڑے جائیں گے، فاعل بھی مفعول بھی اور اللہ کے سامنے دونوں کا منہ کالا ہوگا لہٰذا ہر ایک کو چاہیے کہ اللہ کی ناراضگی کے اسباب سے فرار اختیار کرے۔

ایک صاحب ہیں جو کسی زمانے میں ایک جماعت سے متعلق تھے، اب وہ مولانا ابرار الحق صاحب سے بیعت ہوگئے لیکن چوں کہ ان لوگوں سے بھی ملتے جلتے تھے لہٰذا ان کی مخالف پارٹی نے ان کو مارنے کے لیے دھمکایا۔ کل انہوں نے مجھ سے شکایت کی کہ میں تو صوفی بن گیا ہوں، توبہ کرلی، اللہ اللہ بھی کرتا ہوں مگر پھر بھی وہ مجھے پٹائی کے لیے دوڑا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تین قسم کے لوگ تھے: (۱) ایک تو صحابہ تھے جو خالص اللہ و رسول کے تھے۔ (۲) ایک کفار تھے جو اللہ و رسول کے خالص باغی تھے۔ (۳) اور ایک منافق تھے جو دونوں سے ملا کرتے تھے، صحابہ سے بھی مل جل کے رہتے تھے اور کافروں سے بھی ساز باز رکھتے تھے، یہ تمہاری اس بات کی سزا ہے کہ تم نے ان لوگوں سے تعلقات کیوں رکھے جبکہ تم بیعت کر چکے ہو، اللہ والی زندگی گزارنے کا ارادہ کرلیا ہے، بس اب گوشہ نشین ہو جاؤ اور خانقاہی زندگی گزارو اور ان لوگوں کو دور سے سلام کرلو، اس کا نام مدارات ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، موالات حرام ہے، مدارات جائز ہے بلکہ مستحب ہے تاکہ آپ اس کے شر سے بچے رہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ کبھی آپ کے دین کے قریب ہو جائے، اگر بالکل ہی بائیکاٹ کر دو گے تو وہ دین کیسے سیکھیں گے؟ لہٰذا خیریت عافیت پوچھ کے ان کے ساتھ زیادہ نہ رہو۔

خلاصہ یہ کہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کی جائے اور مضر صحبتوں سے بچا جائے۔ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کیا خوب فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو گرمی لگ رہی ہے، اس نے کہا کہ خوب یخ بوتل لاؤ، اب خوب ٹھنڈا مشروب بھی پی رہے ہیں مگر ساتھ میں یہ بھی کہہ رہے

ہیں کہ صاحب کوئلہ جلا کرا نگیٹھیاں بھی لاؤ۔اب آپ بتایئے یہ شخص پاگل ہے یا نہیں؟ آپ اس کو کیا کہیں گے کہ آگ بھی رکھ رہاہے اور ساتھ میں کہتا ہے کہ بڑی گرمی لگ رہی ہے، ٹھنڈی بوتل بھی مانگتا ہے کہ گرمی لگ رہی ہے اور ساتھ ہی کوئلہ سے بھری انگیٹھی بھی طلب کررہاہے، سب اس کو پاگل کہیں گے، لیکن ہم لوگ بھی اس پاگل سے کم نہیں ہیں، بارہا تجربہ کرچکے ہیں کہ بد نظری کے بعد کتنی پریشانی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے، یہ سب کچھ جاننے کے باوجود کہ غیر اللہ سے ہمیشہ پریشانی پیدا ہوگی ذکر کا ٹھنڈا مشروب بھی پی رہے ہیں اور ساتھ ساتھ نافرمانی اور غیر اللہ کی آگ کی انگیٹھیاں بھی رکھی ہوئی ہیں، حسینوں سے، نامحرموں سے مسکرا مسکرا کر باتیں کرتے ہیں، حالاں کہ اس وقت میانی گیلی ہورہی ہوتی ہے۔

اللہ کا غضب اس وقت دیکھتا ہے کہ یہ مجھ کو دھوکا دے رہا ہے کہ مسکرا کر نامحرموں سے اور حسینوں سے باتیں کررہاہے اور سمجھتاہے کہ کوئی جانتا نہیں ہے کیوں کہ نگاہ بھی نیچی کیے ہوئے ہے تاکہ معلوم ہو کہ تصوف بھی ساتھ ساتھ چل رہاہے۔ارے میاں! گھی کا کنستر کتنی ہی بہتر پیکنگ میں ہو، اس کو تالا بھی لگادو، کوئی سوراخ بھی نہ ہو کہ کنستر میں موجود گھی کسی کو دیکھ سکے لیکن ذرا اس کو آگ کے قریب رکھ دو، کنستر کا گھی پگھل کے رہے گا بلکہ دھماکے سے کنستر پھٹ بھی سکتا ہے، جب گھی پگھلے گا تو کنستر پھٹے گا لہٰذا خالی نگاہ نیچی کرنے سے کیا ہوتا ہے، دل کو بھی بچانا ہے۔ان حسینوں، نامحرموں کا قرب کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ آنکھیں نیچی کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، جب دونوں قریب قریب رہیں گے تو کسی بھی وقت دھماکا ہوسکتا ہے لہٰذا ان سے دور ہی رہو۔

عشقِ مجازی کے متعلق حضرت حکیم الامت کے تین قیمتی جملے

میں یہ کہتا ہوں کہ اس زمانے میں جبکہ بے پردگی، عریانی، وی سی آر، سینما عام ہے اس زمانے میں حضرت تھانوی کے تین جملے نقل کرتا ہوں، اگر ان کو سونے کے پانی سے بھی لکھا جائے تو ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ آپ لوگوں کو چاہیے کہ ان کو نوٹ کرلیں کہ غیر اللہ کے عشق کا نام عشقِ مجازی ہے، اگر حفاظت نہیں کرے گا تو اس سے کوئی انسان بچ نہیں سکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر تو حسن کا کوئی اثر نہیں ہوتا، مگر ننگا تار جس کا پاور ہاؤس سے کٹ آؤٹ ہے

اس میں کسی وقت بھی بجلی آسکتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم نے تو ننگے تار کو چھولیا ہمیں تو کوئی احساس نہیں ہوتا لیکن جب اچانک بجلی آجائے گی تو وہیں جل جاؤ گے۔

ایسے ایسے لوگ ملے ہیں جنہوں نے کہا کہ صاحب مجھ پر تو حسن کا کچھ اثر نہیں ہوتا، میں تو بہت مضبوط تقوے والا ہوں، وہ صاحب رات کو ڈیوٹی کرتے تھے، کپڑے سینے والے تھے لیکن بعد میں پتا چلا کہ کسی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہوگئے۔

تو حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غیر اللہ کا عشق جس کا نام عشقِ مجازی ہے یہ عذابِ الٰہی ہے، جس نے جہنم کا عذاب نہ چکھا ہو وہ شخص غیر اللہ سے عشق لگا کر اپنے کو دنیا ہی میں جہنم میں ڈال دے۔ اس میں عمر کی قید نہیں، اسّی برس کے بڈھوں کو بھی یہ بیماری لگ سکتی ہے اور اس کا علاج صرف نظر کی حفاظت ہے۔ یہ جملہ حکیم الامت مجد دالملت کا ہے میرا نہیں ہے کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ اس کی شرح میں مولانا اسعد اللہ صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

عشقِ بتاں میں اسعد کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خوابگاہیں

ان حسینوں سے دل لگا کر چین تلاش کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے وہ دوزخ میں جنت تلاش کررہا ہے۔

حکیم الامت کا دوسرا جملہ یہ ہے کہ عاشق و معشوق دونوں ایک دوسرے کی نظر میں ہمیشہ کے لیے ذلیل ہوجاتے ہیں، جب بھی آنکھ ملے گی دونوں کو اپنے گناہ یاد آجائیں گے۔ یہ دو جملے تو مجدّدِ زمانہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ اب ایک جملہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی سن لیجیے۔ حاجی صاحب شیخ العرب والعجم ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جو محبت نفس کے لیے ہوتی ہے، جو محبت نفس کی شہوت کے لیے ہوتی ہے اس کا انجام نفرت وعداوت ہے، لیکن یاد رکھیے کہ بیوی اس میں شامل نہیں ہے، بیوی کی محبت عین ثواب ہے، اس کا دل خوش کرنا عین ثواب ہے، اس کے حقوق ادا کرنا عین ثواب ہے، اس کا جی خوش کرنے کے لیے قصہ یا کوئی لطیفہ سنانا بھی ثواب میں داخل ہے، بیوی کے پاس بایزید

بسطامی اور امام غزالی نہ بنے رہو، میں نفس کی محبت غیر اللہ کے لیے کہہ رہا ہوں، نامحرم عورتیں، سالیاں، چچازاد بہنیں، خالہ زاد بہنیں ان سب سے دور ہی رہو، ان سے غیر ضروری بات چیت کرنا اور ان کو دیکھنا حرام ہے، ان سے شرعی پردہ ہے۔ اور بھابھی تو بہت خطرناک ہے۔

ایک انصاری صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ شوہر کے بھائی سے پردہ ضروری ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ شوہر کا بھائی تو موت ہے موت۔ یہ بات حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَفَرَاَیْتَ الْحَمْوَ. قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ[۱۲]

کہ شوہر کا بھائی تو موت ہے یعنی عورتیں جتنا موت سے ڈرتی ہیں اتنا ان سے ڈریں۔ ان سے احتیاط کرو اور دل کی پاسبانی بھی کرو؎

نہ کوئی راہ پا جائے نہ کوئی غیر آ جائے
حریمِ دل کا احمدؔ اپنے ہر دم پاسباں رہنا

یہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔ اور رہ گیا مجاہدہ تو وہ تو ہوگا، آپ کو حسینوں سے دور رہنے میں تکلیف تو ہوگی لیکن مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

سنو یہ بات میری گوشِ دل سے جو میں کہتا ہوں
میں ان پر مر مٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

گوشِ دل کے معنٰی ہیں دل کے کان۔ جب خدا پر جان دینے کا ارادہ کرو گے کہ چاہے گناہ چھوڑنے میں جان بھی نکل جائے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی کوشش کریں گے تب اللہ تعالیٰ دل کے گلشن میں لطف و بہار پیدا کریں گے۔ خالقِ گلشنِ بہار غیر فانی بہار دیتا ہے، ایسی بہار دیتا ہے جس کو خزاں نہ چھو سکے۔ اس کو بھی مولانا شاہ محمد احمد صاحب اپنے شعر میں فرماتے ہیں؎

پا نہیں سکتی اسے ہرگز خزاں
گلستاں ہے عشق کا یہ گلستاں

[۱۲] جامع الترمذی: ۲۲۰/۱، کتاب الرضاع، باب کراھیۃ الدخول علی المغیبات، ایچ ایم سعید

اللہ کی محبت کے باغ میں خزاں نہیں آتی۔

اس کو جینے کا مزہ حاصل نہیں
جس نے دیکھی ہی نہ بزمِ عاشقاں

جس نے اللہ والوں کی بزم اور محفل نہیں دیکھی وہ بے چارہ جینے کا مزہ کیا پائے گا۔

تو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو محبت اللہ کے لیے نہیں ہوتی، نفس کا کوئی خفیہ مقصد ہوتا ہے تو یاد رکھو کہ اللہ کے یہاں بہانے بازی نہیں چلے گی کہ میں اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں، جب امتحان ہوتا ہے تو پتا چل جاتا ہے، جب کسی کو کینسر کوڑھ ہو جائے تب پتا چلتا ہے کہ ہم مخلص تھے یا نہیں؟ مجبوری کا تقویٰ اور ہے، مجبوری میں تو متقی بنا رہتا ہے مگر جب پورا اختیار حاصل ہو اس وقت دیکھیں کہ کیا کرتا ہے؟

حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ جو محبتیں دنیا میں غیر اللہ کے لیے ہیں، شہوتِ نفس کے لیے ہیں اس محبت کے دو انجام ہوتے ہیں۔

ذرا غور سے سنیے! فرماتے ہیں کہ جو محبت نفس کے لیے ہوتی ہے وہ محبت نہیں ہے چاہے ایک دوسرے پر کتنا خرچ کرلو، چاہے ریاست بھی لکھ دو، اس نفسانی محبت کے دو انجام ہوتے ہیں: ایک نفرت اور دوسرا عداوت۔ اخیر میں نفسانی محبت اسی سے تبدیل ہو جاتی ہے، ہاں! اگر کوئی توبہ کرلے تو اور بات ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلے تو توبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے تمام نقصانات کی تلافی فرمادیں گے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے **جبار** جس کے معنیٰ ہیں بگڑی بنانے والا اَلْجَبَّارُ الَّذِیْ یُجْبِرُ الْخَلْقَ عَلٰی مُرَادِہٖ[۱۳] یعنی جو اپنے بندوں کی بگڑی کو بنا دے۔

تعمیرِ کعبۂ قلب

اب کعبہ بنانے کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ کے بندوں کے دل کے کعبہ کا انتظام بھی کر گئے، پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہم سب شکریہ ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان پر

[۱۳] التفسیر المظھری: ۱/۱۹۸۱، سورۃ ابراھیم، دار إحیاء التراث، بیروت

بے شمار رحمتیں نازل فرمائیں وہ قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے دل کا کعبہ درست کرنے کا بھی انتظام کرگئے، کیسے؟ یہ دعا کرلی رَبَّنَا وَ ابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ اے ہمارے رب! ان لوگوں میں ایک رسول بھیج دیجیے یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ جو کتاب اس پر نازل ہو آپ کے اس کلام کی تلاوت کرے، اس میں قرآنِ پاک کی طرف اشارہ ہے کہ وہ نبی آپ کے کلام کو زبانِ نبوت سے سنائے، کیا نور ہی نور ہوگا اس میں جس پر قرآن نازل ہوا، اس سے بڑھ کر کون ہوگا جس سے قرآن سننے میں مزہ آئے جبکہ سلیمان ندوی نے جب حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآنِ پاک سنا تو فرماتے ہیں ؎

آج ہی پایا مزہ قرآن میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

ایک ولی اللہ کی تلاوت کا تو یہ اثر ہے اور جس پر قرآن اترا ہو یعنی سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی زبان سے تلاوت کا کیا اثر ہوگا۔ تو یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ اے! خدا آپ کا نبی انسانوں پر آپ کے کلام کی آیات تلاوت فرمائے اور وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ اور کتاب کی تعلیم بھی دے۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ کتاب کی تعلیم سے دو معنیٰ مراد ہیں: نمبر ا۔ کتاب کی تعلیم سے مراد اس کا وہ مفہوم ہے جو خدا کے نزدیک ہے اور جسے لغت حل نہیں کرسکتی، بہت سے الفاظ قرآن میں ایسے ہیں جن کا لغت سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسے یُّصۡلِحۡ لَکُمۡ اَعۡمَالَکُمۡ کے معنیٰ اصلاحِ اعمال نہیں ہے یہاں اس کے معنیٰ ہیں یَتَقَبَّلۡ حَسَنَاتِکُمۡ اللہ تمہارے حسنات کو قبول فرمائیں، اب یہاں جو لغت سے ترجمہ کریں گے وہ دھوکے میں پڑ جائیں گے۔ تو وہ پیغمبر مفاہیمِ کتاب کو یعنی کتاب اللہ کے مفہوم کو سمجھائیں اور وَیُبَیِّنُ لَہُمۡ کَیۡفِیَّۃَ اَدَائِہٖ[۱۴] اور قرآن کے ہر لفظ کو ادا کرنے کی کیفیت بھی سکھا دیں اور اس کی حکمت کیا ہے کہ دین کی سمجھ اور فقہ بھی سکھا دیں کہ اس آیت کو ہم کس طرح استعمال کریں، اس کا کیا حکم ہے، اس طریقۂ استعمال کو حکمت کہتے ہیں یعنی علم کو کس طرح اللہ کے لیے استعمال کرنا اور

[۱۴] روح المعانی:۱/۳۸۷، البقرۃ(۱۲۹)، دار احیاء التراث، بیروت

کس طرح سے بندوں کو دعوت دینا اس کا نام حکمت ہے۔ **وَ یُزَکِّیۡهِمۡ**[۱۵] اور ان کے نفس کا تزکیہ کریں گے یعنی جب دل کا تزکیہ ہو جائے گا تو دل اللہ کا گھر بن جائے گا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے گھر کعبہ کو بنانے کے بعد قیامت تک کے آنے والے انسانوں کے دل کے گھر کو اللہ کی محبت اور قرب سے آباد کرنے کی دعا بھی مانگ گئے۔ کیا یہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا احسان نہیں ہے کہ قیامت تک کے لیے ہمارے دل کے کعبہ کو آباد کرنے کا انتظام کر دیا۔ مومن کا دل کیا ہے؟ یہ اللہ کا گھر ہے۔ اگر اس میں ایمان اور کلمہ آجائے، تقویٰ آجائے تو مومن ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

یہ دل خدا کا گھر ہے، یہ بتوں کے عشق کے لیے نہیں ہے، اسے بتوں کا مندر مت بناؤ۔

تعمیرِ قلب کا مدار تزکیہ پر ہے اور تزکیہ کی تفسیر

اب میں تزکیہ کی اور **عزیز و حکیم** کی تفسیر کر کے بیان ختم کرتا ہوں۔ تزکیہ کے کیا معنیٰ ہیں؟ مفسرین نے تزکیہ کی تین تفاسیر کی ہیں۔ آج ان شاء اللہ آپ کو مفسرین کی زبان سے تزکیہ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ تزکیہ سے حق تعالیٰ کی کیا مراد ہے۔

تزکیہ کی پہلی تفسیر... قلوب کو عقائدِ باطلہ اور غیر اللہ سے پاک کرنا

تزکیہ کی پہلی تفسیر ہے: **یُطَهِّرُ قُلُوْبَهُمْ عَنِ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَةِ وَعَنِ الْاِشْتِغَالِ بِغَیْرِ اللهِ** بُرے بُرے اور باطل عقیدوں سے دل کو صاف کرنا مثلاً بتوں کو خدا سمجھنا جیسے کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے، کافر ان کے سروں پر شہد لگا کر چلے جاتے اور مکھیاں وہ شہد چاٹ لیتی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارے خدا کیسے بے بس ہیں کہ مکھیوں سے اپنی کھوپڑی کے شہد بھی بچا نہ سکے، تم ان پتھروں کو خدا بناتے ہو جن کی کھوپڑی پر تم جو شہد مل گئے مکھیاں ان کا شہد لے کر بھاگ گئیں:

---

[۱۵] البقرۃ:۱۲۹

وَاِنۡ یَّسۡلُبۡہُمُ الذُّبَابُ شَیۡـًٔا لَّا یَسۡتَنۡقِذُوۡہُ مِنۡہُ ؕ
ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الۡمَطۡلُوۡبُ ﴿۷۳﴾[16]

اور تمہارے یہ خدا مکھی سے اپنا شہد چھڑا نہ سکے، ارے یہ خدا بھی بودے اور کمزور اور تم بھی کمزور، پجاری بھی کمزور اور جس کی پوجا کی جارہی ہے وہ بھی کمزور۔ کیا بتاؤں آج زندگی میں پہلی دفعہ یہ مضمون بیان کررہا ہوں، آج پہلی دفعہ میرے قلب میں یہ مضمون آیا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کا گھر بنانے کے بعد قیامت تک کے انسانوں کے دل کے گھر کو پاک کرنے کی اور ان کے دل کو کعبۃ اللہ بنانے کی اللہ سے درخواست کرگئے۔

دیکھو مفسرین نے یہ تین الفاظ استعمال کیے ہیں یُزَکِّیۡہِمۡ اَیۡ یُطَہِّرُ قُلُوۡبَہُمۡ وَنُفُوۡسَہُمۡ وَاَبۡدَانَہُمۡ نبی ان کے دل کو پاک کرتے ہیں، ان کے نفس کو پاک کرتے ہیں اور ان کے جسم کو پاک کرتے ہیں۔ اب ان تینوں کی تفسیر دیکھیے۔ تفسیرِ اوّل ہے یُطَہِّرُ قُلُوۡبَہُمۡ عَنِ الۡعَقَائِدِ الۡبَاطِلَۃِ ان کے قلوب کو پاک کرتے ہیں بُرے بُرے باطل عقیدوں سے اور عَنِ الۡاِشۡتِغَالِ بِغَیۡرِ اللہِ[17] اور غیر اللہ کے ساتھ مشتغل ہونے سے یعنی دل لگانے سے سے بھی پاک کرتے ہیں۔ چناں چہ صحابہ کا ایمان ایسا تھا کہ جب شام کو فتح کرنے کے لیے شام میں داخل ہوئے تو شام کی عیسائی لڑکیاں خوب سج کر کھڑی ہوگئیں تاکہ یہ ہمارے حسن کو دیکھیں، آنکھوں سے زنا کریں، اللہ کی رحمت ان سے ہٹے اور یہ شکست کھاجائیں۔ تو اُس وقت سپہ سالار یعنی کمانڈر ان چیف نے یہی آیت تلاوت کی: قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ[18] اے نبی! آپ ایمان والوں سے فرمادیں کہ اپنی نگاہوں کو حسینوں سے، نامحرموں سے نیچی کرلیں لہٰذا سب آنکھیں نیچے کرکے گزر گئے، شام کی عیسائی لڑکیوں نے کہا کہ یہ انسان نہیں ہیں فرشتے ہیں فرشتے، انسان ہوتے تو ہم جیسی خبیث عورتوں کو ضرور دیکھتے، ارے یہ تو فرشتے ہیں جنہوں نے ہمیں آنکھ اُٹھاکر بھی نہیں دیکھا۔ تو مفسرین نے قلوب کا تعلق صرف دو

---

۱۶ الحج:۷۳

۱۷ التفسیر المظہری:۲/۱۲۶، بلوچستان بک دپو

۱۸ النور:۳۰

چیزوں سے کیا ہے ایک عقائدِ باطلہ سے دوسرا اشتغال بغیر اللہ سے یعنی غیر اللہ سے دل لگانے سے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیا ہمیشہ دل کی نگرانی رکھتے ہیں، اپنے دل کی نگرانی بھی رکھتے ہیں اور دوسروں سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ بھئی دیکھو دل کو سنبھال کر رکھنا۔ جگر نے کہا تھا ؎

دل گیا رونقِ حیات گئی

دل نکلا تو سمجھ لو زندگی کی رونق چلی گئی۔ جب بے دل ہو جاؤ گے تو سکون چھن جائے گا کیوں کہ سکینہ تو اُترتا ہی دل پر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ[۱۹]

اللہ وہ ہے جو ایمان والوں کے قلوب پر سکینہ اُتارتا ہے، لہٰذا جب دل نکل گیا، جب دل سینے سے چلا گیا، دل کا ایئرپورٹ غائب ہو گیا تو اب سکینہ کا جہاز کہاں اُترے گا؟ بزرگ شاعر ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

پہلو میں اپنے آج دلِ ناتواں نہیں
کیا جانیے غریب کہاں ہے کہاں نہیں

جب دل ہی چلا گیا، ایئرپورٹ ہی غائب ہو گیا تو اب سکینہ کا جہاز کہاں اُترے گا؟ شیطان یہی تو کوشش کرتا ہے کہ بدنگاہی میں مبتلا کر کے ان کے سینوں سے ایئرپورٹ غائب کر دے تاکہ سکینہ کا جہاز اترے تو ایئرپورٹ نہ پا کے واپس ہو جائے، جب آنکھوں سے چوری کروا چکے اب سکینہ کہاں اُترے گا لہٰذا سکینہ واپس چلا جائے گا اور یہ بے چین رہے گا، بے سکون رہے گا، مخبوط الحواس رہے گا اور اس کے چہرے سے بھی مخبوطیت ٹپکے گی۔

بدنظری کے منحوس اثرات کی مثال

اگر کوئی بدنگاہی کر کے آجائے تو جو شخص ذرا سی بھی بصیرت رکھتا ہے وہ دیکھ کے بتا دے گا کہ آج اس نے کہیں نظر خراب کی ہے، چہرہ بتا دیتا ہے کیوں کہ بدنظری کرنے والے پر اللہ کی لعنت ظاہر ہو جاتی ہے۔ حدیث میں بدنظری کرنے والے پر لعنت کی بددُعا آئی ہے اور

۱۹؎ الفتح:۴

لعنت کے معنیٰ ہیں رحمت سے دوری، جس کا چہرہ اور جس کی آنکھیں خدا کی رحمت سے دور ہو جائیں اس کا چہرہ اور آنکھیں نہ بتائیں گی کہ آج دل شہوت کی آگ سے جھلسا ہوا ہے، جس درخت پر آگ لگ جائے اور اس کے پتوں کا سبزہ ضایع ہو جائے تو دیکھنے والا سمجھ جاتا ہے کہ آج یہاں کسی نے آگ جلائی ہے، ہرے بھرے درخت کو آگ لگنے کے بعد کیا آپ اس درخت کو پہچان نہیں لیں گے ؟ تو ایسے ہی چہرہ بھی جل جاتا ہے اور آنکھیں بھی جل کے راکھ ہو جاتی ہیں۔

تزکیہ کی دوسری تفسیر... نفوس کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کرنا

یُزَکِّیۡهِمۡ کی تفسیرِ ثانی ہے یُطَهِّرُ نُفُوۡسَهُمۡ عَنِ الۡاَخۡلَاقِ الرَّذِیۡلَةِ یہ نبی انسانوں کے نفوس کو بھی پاک کرتے ہیں اخلاقِ رذیلہ سے، نفوس جمع ہے نفس کی اور اخلاقِ رذیلہ ہیں بخل، کنجوسی، شہوت، غصہ، حسد، بد ظنی، اپنے کو بڑا سمجھنا اور بے شمار بیماریاں ہیں۔ اختر کی لکھی ہوئی کتاب ہے ”روح کی بیماریاں اور ان کا علاج“ اس میں بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں رذائلِ نفس اور بُرے بُرے اخلاق کا علاج اللہ تعالیٰ نے میرے قلم سے لکھوایا ہے۔

تزکیہ کی تیسری تفسیر... اجسام کو نجاستوں اور بُرے اعمال سے پاک کرنا

یُزَکِّیۡهِمۡ کی تفسیرِ ثالث ہے وَیُطَهِّرُ اَبۡدَانَهُمۡ عَنِ الۡاَنۡجَاسِ وَ مِنَ الۡاَعۡمَالِ الۡقَبِیۡحَةِ[۲۰] نبی ظاہری نجاستوں سے اور اعمالِ قبیحہ سے پاک ہونے کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں۔ جیسے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ استنجا اس طرح کرو، وضو اس طرح کرو، غسل اس طرح کرو۔ سبحان اللہ! ہمیں طہارتِ ظاہری بھی سکھا دی اور طہارتِ باطنی بھی سکھا دی۔

عَزِیۡزٌ وحَکِیۡمٌ کی تفسیر

اس آیت میں آگے ہے اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ تو یہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے یہ دو نام عزیز اور حکیم ہی کیوں اختیار کیے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ چوں کہ جب نبی تزکیہ کی بات کرے گا، بُرے عقیدوں سے پاک کرے گا تو باطل عقیدوں والے اس کے مقابلے میں آئیں گے، ان کے

[۲۰] التفسیر المظہری:۲/۱۲۶، بلوجستان بك دبو

درمیان جنگ ہوگی لہٰذا اللہ تعالیٰ اگر اپنی قدرتِ کاملہ استعمال نہ کریں گے تو پھر تو کافر لوگ نبی کو بہت ستائیں گے۔ چوں کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود طرح طرح کی مصیبتوں کا سامنا کرچکے تھے، آگ تک میں داخل کیے جاچکے تھے اس لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام یہ دعا مانگ گئے کہ اے اللہ! جو لوگ دین کی خدمت کریں قیامت تک سید الانبیاء کے وارثین ونائبین کے لیے اپنی قوتِ عزیزیہ کو استعمال فرمائیں اور جو چراغِ نبوت کو بجھانے کی کوشش کرے اس کو آپ بجھادیں اور اپنی قدرت کو استعمال کرکے اس نبی کی مدد کریں۔

اب یہاں پر عزیز کے معنیٰ بھی سمجھ لیجیے، عزیز کے دو معنیٰ ہیں: اَلْقَادِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ جو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہو وَلَا یُعْجِزُہٗ شَیْءٌ فِی اسْتِعْمَالِ قُدْرَتِہٖ[۲۱] اور کوئی چیز اس کو اپنی قدرت کے استعمال میں عاجز نہ کرسکے، رکاوٹ نہ ڈال سکے۔ خوب سمجھ لو کہ جو ہر شئے پر قادر ہو اور ساری کائنات اس کو اپنی قدرت کو استعمال کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈال سکے۔

اللہ تعالیٰ نے دعائے ابراہیم میں مرقوم اس قدرت کا قرآن میں اعلان بھی کردیا کہ:

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللہِ بِاَفْوَاھِھِمْ ط وَاللہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ[۲۲]

یہ کافر ارادہ کرتے ہیں کہ چراغِ نبوت کو بجھادیں اور اللہ تو اس نور کو کامل کرکے رہے گا، سارے عالم میں یہ اُجالا پھیلے گا اگرچہ ان کافروں کو یہ ناگوار ہی گزرے۔

اب معلوم ہوگیا کہ یہاں عَزِیْزٌ کیوں ذکر کیا۔ دوستو! قرآن کا ہر لفظ اپنے اندر اسرار و معانی کے ہزارہا سمندر رکھتا ہے، یہ تھوڑی کہ بلا حکمت جو چاہے ذکر کردیا۔ دیکھیے! قرآنِ پاک میں ہے وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ غفور کے معنیٰ ہیں بہت زیادہ بخشنے والا لیکن اللہ تعالیٰ نے غفور کے بعد وَدُوْد کیوں نازل فرمایا؟ یہاں کوئی اور نام کیوں نہیں استعمال فرمایا؟ وَدُوْد کے معنیٰ ہیں بہت محبت کرنے والا تو حضرت پوربی زبان میں فرماتے تھے کہ اللہ میاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اے میرے بندو! میں تمہیں جلد بخش دیتا ہوں، جلد معاف کردیتا ہوں جانتے ہو کیوں؟ مارے میا کے۔ بستی اعظم پور کی پوربی زبان میں

---

[۲۱] الصحیح لمسلم: ۳۴۳/۲، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللہ، ایچ ایم سعید

[۲۲] الصف: ۸

میا کہتے ہیں محبت کو یعنی میں تم کو جلد اس لیے معاف کر دیتا ہوں کیوں کہ میں **وَدُوْد** بھی ہوں، مجھے تم سے بہت محبت ہے، اسی محبت کی وجہ سے میں تم کو جلد معاف کر دیتا ہوں۔

تو یہاں بھی اللہ تعالیٰ **عَزِیْزٌ** اور **حَکِیْمٌ** دو اسماء لائے ہیں، ایک اسم کی تشریح کر دی۔ اب **حَکِیْمٌ** کے کیا معنیٰ ہیں؟ **اَلَّذِیْ یَضَعُ الْاَشْیَاءَ اَقْوَالًا وَّ اَفْعَالًا فِیْ مَحَالِّہٖ** [۲۳] یعنی جو ہر شئے کو، ہر قول و فعل کو اپنے صحیح محل میں استعمال کرے۔ بعض وقت طاقت بہت ہوتی ہے لیکن اس کا استعمال صحیح نہیں ہوتا جیسے کسی کے پانچ لڑکے ہیں، چار تو ڈاکٹر انجینئر ہیں اور ایک پہلوان بن گیا، چار تو مہذب اور مؤدب ہیں اور جسمانی لحاظ سے کمزور بھی ہیں، صرف دماغی کام کرتے ہیں، جسمانی ریاضت سے دور ہیں اور پانچواں جاہل رہ گیا مگر ہے سب سے تگڑا، اب جس سے ناراض ہوا اس کو ایک گھونسا مار دیا اور طاقت بھی نہ دیکھی کہ کس طاقت سے مار رہا ہوں، ایک دن ایک بھائی کو مکا مار دیا، اب وہ بے چارہ وہاں پڑا ہوا سسکیاں لے رہا ہے پھر دوسرے دن انجینئر بھائی کو ایک مکا مار دیا، اس کے سب جبڑے ٹوٹ گئے اور وہ ڈینٹسٹ کے یہاں پہنچا ہوا ہے اور تیسرے دن کسی کی ٹانگ توڑ دی تو قدرت کا صحیح استعمال نہ کرنے والا تو بے وقوف ہوتا ہے۔

اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان دیکھو کہ فرماتے ہیں اے خدا! آپ کی تو عجیب شان ہے، آپ جتنی زبردست قدرت والے ہیں اتنی ہی زبردست حکمت والے بھی ہیں، آپ کا ہر کام بر بنائے حکمت ہے، سورج اور چاند کی رفتار میں آپ نے کیا شان رکھی ہے:

وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۳۸﴾ [۲۴]

زبردست قدرت کے ساتھ آپ کا علم بھی زبردست ہے کہ کس ستارے یا سیارے کی کتنی رفتار ہونی چاہیے ورنہ سورج، چاند اور ستارے آپس میں ٹکرا جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہاں دو نام نازل کر دیے کہ میں اتنی زبردست قدرت اور زبردست علم رکھتا ہوں کہ مجال نہیں کہ کائنات میں کہیں آپس میں مسابقت یا کھینچا تانی ہو، لیکن جب قیامت کے دن ہمارا حکم ہو گا پھر ان کا تماشا دیکھنا کہ کس طرح گریں گے۔

---

۲۳ مرقاۃ المفاتیح: ۲۵۲/۳، باب صلوٰۃ اللیل، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

۲۴ یٰسٓ: ۳۸

تو دوستو! آج تفسیر پر تقریر ہوگئی اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا احسان بتایا گیا کہ وہ قیامت تک کے لیے ہمارے قلوب کے تزکیہ کے انتظام کی دعا مانگ گئے اور یہ اسی دعا کی برکت ہے کہ آج بھی جو مشائخ اولیاء اللہ جہاں بھی دین کا کام کر رہے ہیں وہ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی نیابت کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

اب دعا کیجیے کہ اے خدا! آپ کے کلام کی اختر نے متقدمین ومتأخرین مفسرین کی کتب کے حوالے سے جو تفسیر بیان کی اس میں میرے حسنِ تعبیر کی جو کوتاہیاں ہوئی ہوں اس کو معاف فرماتے ہوئے اپنی رحمت سے قبول فرمالیجیے اور اس وعظ کو قبول کر کے سننے والوں کو اور سنانے والے کو سب کو اپنا مقبول، اپنا محبوب فرمالیجیے اور تقویٰ پر اور اپنی مرضی کی راہ پر ایسی استقامت دے دیجیے کہ ہم اپنی جان کو آپ پر فدا تو کر دیں لیکن اے خدا! آپ کو ناراض کرنے کی جرأت نہ کریں۔ ہم سب کو ایسا ایمان، ایسا یقین نصیب فرمادیجیے، ایسا تقویٰ نصیب فرمادیجیے اور اپنی ایسی محبت نصیب فرمادیجیے کہ ہم اپنی جان کو خوش کرنے کے لیے، اپنے دل کو خوش کرنے کے لیے آپ کو ناراض نہ کریں۔

اے خدا! ہماری جانوں کو، ہمارے قلوب کو اپنی ایسی محبت نصیب فرمایئے کہ ہم اپنی جان آپ پر فدا کر دیں لیکن آپ کو ناخوش کر کے اپنے دل میں حرام خوشیوں کو درآمد نہ کریں۔ اے خدا! چھوٹا گناہ ہو یا بڑا گناہ ہو سب سے بچنے کی توفیق نصیب فرما کر تقویٰ پر استقامت نصیب فرمایئے اور ہم سب کو اِس جہاں میں اور اُس جہاں میں، دونوں جہاں میں عافیت کے ساتھ زندگی نصیب فرمایئے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرما کر، میدانِ محشر میں بے حساب مغفرت فرما کر، جنت میں اسی طرح اکٹھا فرمایئے جس طرح آپ کے نام پر یہاں یہ اجتماع اکٹھا ہے۔ اے خدا! تو علیم ہے اور گواہ ہے کہ ہماری آپس میں کوئی رشتہ داریاں نہیں ہیں، ہماری آپس میں کوئی تجارتیں نہیں ہیں، ہمارے وطن ایک نہیں ہیں، ہم یہاں صرف آپ کے نام پر جمع ہیں، پس ہمارے یہاں جمع ہونے کو اپنی رحمت سے قبول فرمالیجیے اور اپنے نام کی لاج رکھ لیجیے کہ آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنی ہم سب پر مہربانی فرمادیجیے اور ہم سب کو تقویٰ کی حیات نصیب فرمادیجیے، ہمارے دامنوں کی عزت اور آبرو

رکھ لیجیے۔ اے خدا! ہماری جن بیٹیوں کے رشتے نہیں ہیں ان کے لیے اچھے رشتوں کا انتظام فرمادیجیے اور جن کی شادیاں ہوچکی ہیں ان کے شوہروں کو ان پر کریم، شفیق اور مہربان فرمادیجیے اور اے اللہ! اگر بیٹیاں ستارہی ہوں تو انہیں توفیق نصیب فرمائیں کہ اپنے شوہروں کو راضی اور خوش رکھیں۔ غرض یہ کہ عالم سے ظلم کو اٹھا لیجیے اور ہم سب کو اپنے اولیائے صدیقین کا وہ آخری مقام عطا فرمادیجیے جہاں ولایت ختم ہوتی ہے، آپ کریم ہیں اپنے کرم سے محض بدونِ استحقاق عطا فرمادیجئے، اللہ! کسی ایک کو بھی محروم نہ فرما، اپنے جذب سے ہم سب کو اپنی طرف کھینچ لیجیے، اپنا بنالیجیے، اپنی ولایت کے لیے ہمارے قلوب کو اور قوالب کو سب کو قبول فرمالیجیے۔ ہم تھوڑے سے وقت میں زیادہ نہیں مانگ سکتے بس یہ عرض کرتے ہیں کہ اے خدا! جتنی بھلائیاں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیئس سالہ حیاتِ مبارکہ میں مانگی ہیں وہ ہمیں بھی عطا فرمادیجیے اور جتنی بُرائیوں سے پناہ مانگی ہے ہم سب کے حق میں بھی ان کی اس دعا کو قبول فرمالیجیے، تمام بھلائیاں نصیب فرما اور تمام بُرائیوں سے حفاظت فرما، آمین۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بد نگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے ،سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن وجمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب تعمیر کعبہ مکمل فرمائی تو ایک ایسا رسول بھیجنے کی دعا کی جو لوگوں کے قلوب کا تزکیہ کرے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا اور آپ نے صحابہ کے قلوب کا تزکیہ کیا۔ آج جو مشائخ اولیاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں لوگوں کا تزکیہ کر رہے ہیں وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اسی دعا کا ثمرہ ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ "تعمیر کعبہ اور تعمیر قلب کا ربط" میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کعبہ اور تزکیہ قلب کی اس دعا کا ربط بالکل منفرد انداز میں بیان فرمایا ہے کہ تزکیہ نفس کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کا حصول ممکن ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ تزکیہ شدہ قلب کو اپنا گھر بناتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے ساتھ ہی تعمیر قلب یعنی تزکیہ نفس کا جس انداز میں ذکر فرمایا ہے وہ اس عمل کے مہتم بالشان مقام کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔

www.khanqah.org